يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

# تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

# الْفَجْر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيم

## تعارف سورت:

نسائی میں ہے کہ حضرت معاذؓ نے نماز پڑھائی ایک شخص آیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ حضرت معاذؓ نے نماز میں قرأت لمبی کی اس نے مسجد کے ایک گوشے میں اپنی نماز پڑھ لی پھر فارغ ہو کر چلا گیا۔ حضرت معاذؓ کو یہ واقع معلوم ہوا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں آ کر بطور شکایت یہ واقع بیان کیا۔

آپؐ نے اس جوان کو بلوا کر پوچھا تو اس نے کہا حضور! میں کیا کرتا میں انکے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے لمبی قرأت شروع کی تو میں نے گھوم کر مسجد کے کونے میں اپنی نماز پڑھ لی پھر اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالا۔

آپؐ نے فرمایا:

أفَتَّانٌ يَا مُعَاذُ؟ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ

اے معاذ کیا تو فتنے میں ڈالنے والا ہے؟ تو ان سورتوں سے کہاں ہے؟

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاَعْلٰى

وَالشَّمْسِ وَضُحٰـهَا

وَالْفَجْرِ

وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

## وَالْفَجْرِ ۙ (١)

## قسم ہے فجر کی

### فجر کی قسم:

فجر تو ہر شخص جانتا ہی ہے یعنی صبح اور یہ مطلب بھی ہے کہ بقر عید کے دن کی صبح،

اور یہ مراد بھی ہے کہ صبح کے وقت کی نماز اور پورا دن۔

### فجر کا مفہوم:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رات کی قسم جب جانے لگے اور یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ جب آنے لگے بلکہ یہی معنی زیادہ مناسب اور و الفجر سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔ فجر کہتے ہیں رات کے جانے کو اور دن کے آنے کو تو یہاں رات کا آنا اور دن کا جانا مراد ہوگا۔

## وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢)

## اور دس راتوں کی

اور دس راتوں سے مراد ذی الحجہ مہینے کی پہلی دس راتیں، چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

مَا مِنْ أَيَّامٍ العَمَلُ الصَّالِحُ أَحَبُّ إِلَى اللهِ فِيهِنَّ مِنْ هذِهِ الْأَيَّامِ

کوئی عبادت ان دس دنوں کی عبادت سے افضل نہیں۔

لوگوں نے پوچھا اللہ کی راہ کا جہاد بھی؟ فرمایا:

وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، إِلَّا رَجُلًا خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ

یہ بھی نہیں مگر وہ شخص جو جان مال لے کر نکلا اور پھر کچھ بھی ساتھ لے کر نہ پلٹا۔

بعض نے کہا ہے محرم کے پہلے دس دن مراد ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رمضان کے پہلے دس دن۔

لیکن صحیح قول پہلا ہی ہے یعنی ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں۔

مسند میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ:

## وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣)

## اور جفت اور طاق کی

عشر سے مراد عید الاضحٰی کے دس دن ہیں، اور وتر سے مراد عرفے کا دن ہے اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے۔

حضرت واصل بن سائبؓ نے حضرت عطاؒ سے پوچھا کہ کیا وتر سے مراد یہی وتر نماز ہے؟

آپ نے فرمایا نہیں، شفع عرفہ کا دن ہے اور وتر عید الاضحٰی کی رات ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ شفع کیا ہے اور وتر کیا ہے، آپ نے فرمایا فمن تعجل فی یومین میں جو دو دن کا ذکر ہے وہ شفع ہے اور من تاخر میں جو ایک دن ہے وہ وتر ہے۔ یعنی گیارہویں، بارہویں ذی الحجہ کی شفع ہے اور تیرہویں وتر ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایام تشریق کا درمیانی دن شفع ہے اور آخری دن وتر ہے۔

### جفت اور طاق:

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے:

اللہ تعالٰی کے ایک کم ایک سو نام ہیں جو انہیں یاد کر لے جنتی ہے وہ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے۔

زید بن اسلم فرماتے ہیں اس سے مراد مخلوق ہے اس میں شفع بھی ہے اور وتر بھی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ مخلوق شفع اور اللہ وتر ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفع صبح کی نماز ہے اور وتر مغرب کی نماز ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ شفع سے مراد جوڑ جوڑا اور وتر سے مراد اللہ عزوجل جیسے آسمان زمین، تری خشکی، جن انس، سورج چاند وغیرہ۔

قرآن میں ہے:

وَمِن كُلِّ شَىْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

**51:49**

ہم نے ہر چیز کو جوڑ جوڑ پیدا کیا ہے، تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

یعنی جان لو کہ ان تمام چیزوں کا خالق اللہ واحد ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد گنتی ہے جس میں جفت بھی ہے اور طاق بھی ہے۔

## وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ (٤)

## اور رات کی جب وہ چلنے لگے

## هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (٥)

## کیا ان میں عقلمندوں کے واسطے کافی قسم ہے

حجر سے مراد عقل ہے

حجر کہتے ہیں روک کو چونکہ عقل بھی غلط کاریوں اور جھوٹی باتوں سے روک دیتی ہے اس لیے اسے عقل کہتے ہیں۔

حطیم کو بھی حجر البیت اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ طواف کرنے والے کو کعبۃ اللہ کی شامل دیوار سے روک دیتا ہے اسی سے ماخوذ ہے حجر یمامہ اور اسی لیے عرب کہتے ہیں حجر الحاکم علیٰ فلان۔ جب کہ کسی شخص کو بادشاہ تصرف سے روک دے اور کہتے ہیں حجراً محجورًا۔

تو فرماتا ہے کہ ان عقلمندوں کے لیے قابل عبرت قسم ہے۔

کہیں تو قسمیں ہیں عبادتوں کی کہیں عبادتوں کے وقتوں کی جیسے حج نماز وغیرہ کہ جن سے اسکے نیک بندے اسکا قرب اور اسکی نزدیکی حاصل کرتے ہیں اور اسکے سامنے اپنی پستی اور خود فراموشی ظاہر کرتے ہیں جب ان پرہیزگار نیک کار لوگوں کا اور انکی عاجزی اور تواضع کا خشوع خضوع کا ذکر کیا تو اب انکے ساتھ ہی انکے خلاف جو سرکش اور بدکار لوگ ہیں انکا ذکر ہو رہا ہے۔

## أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦)

## کیا تو نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے عادوالوں کے ساتھ کیا کیا۔

تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ کیا تم نے نہ دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالی نے عادیوں کو غارت کر دیا جو کہ سرکش اور متکبر تھے اللہ تعالی کی نافرمانی رسولؑ کی تکذیب اور بدیوں پر جھک پڑتے تھے ان میں اللہ کے رسول حضرت ہودؑ آئے تھے۔

یہ عاد اولیٰ ہیں جو عاد بن ارم بن عوص بن سام بن نوح کی اولاد میں تھے۔

اللہ تعالی نے ان میں سے ایمانداروں کو تو نجات دیدی اور باقی بے ایمانوں کو تیز و تند خوفناک اور ہلاکت آفریں ہواؤں سے ہلاک کیا سات راتیں اور آٹھ دن تک یہ غضبناک آندھی چلتی رہی اور یہ سارے کے سارے اس طرح غارت ہو گئے کہ انکے سر الگ تھے اور دھڑ الگ تھے ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہا۔

## إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧)

## ارم والے ستونی عادی جو بلند قامت تھے

یہ عاد کی تفسیر بطور عطف بیان کے ہے تاکہ بخوبی وضاحت ہو جائے یہ لوگ مضبوط اور بلند ستونوں والے گھروں میں رہتے تھے اور اپنے زمانے کے اور لوگوں سے بڑے تن و توش والے قوت و طاقت والے تھے اسی لیے حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

وَاذكُرُوا۟ إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِن بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا۟ ءَالَآءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

**(7:69)**

یاد کرو کہ اللہ تعالی نے تمہیں قوم نوح کے بعد زمین پر خلیفہ بنایا ہے اور تمہیں جسمانی کشادگی پوری دی ہے تمہیں چاہیے کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فسادی بن کر نہ رہو۔

اور جگہ ہے:

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا۟ فِى الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا۟ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّ اللَّهَ الَّذِى خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً

**(41:15)**

عادیوں نے ناحق زمین میں سرکشی کی اور بول اٹھے کہ ہم سے زیادہ قوت والا اور کون ہے؟ کیا وہ بھول گئے کہ انکا پیدا کرنے والا ان سے بہت ہی زبردست طاقت وقوت والا ہے۔

## الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (٨)

جن جیسے لوگ دوسرے کسی شہر و ملک میں پیدا نہیں کیے گئے۔

یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اس قبیلے جیسے طاقتور اور شہروں میں نہ تھے۔ بڑے طویل القامت' قوی الجثہ تھے ارم ان کا دار السلطنت تھا۔

انہیں ستونوں والے کہا جاتا تھا اس لیے بھی کہ یہ لوگ دراز قد تھے بلکہ صحیح وجہ یہی ہے کہ **مثلہا** کی ضمیر کا مرجع عماد بتلایا گیا ہے ان جیسے اور شہروں میں نہ تھے یہ احقاف میں بنے ہوئے لمبے لمبے تھے اور بعض نے ضمیر کا مرجع قبیلہ بتلایا ہے یعنی اس قبیلے جیسے لوگ اور شہروں میں نہ تھے اور یہی قول ٹھیک ہے

## وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (٩)

اور ثمودیوں کے ساتھ جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے تھے'

## وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ (١٠)

اور دونوں راہیں دکھا دیں۔

فسادیوں کی ہلاکت:

## الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ (١١)

ان سب نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا

## فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (١٢)

اور بہت فساد مچا رکھا تھا'

**فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (١٣)**

آخر تیرے رب نے ان سب پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

**إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (١٤)**

یقیناً تیرا رب گھات میں ہے۔

پھر فرمایا ان لوگوں نے سرکشی پر کمر باندھ لی تھی اور فسادی لوگ تھے۔ لوگوں کو حقیر و ذلیل جانتے تھے اور ہر ایک کو ایذا پہنچاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے عذاب کا کوڑا برس پڑا' وہ وبال آیا جو ٹالے نہ ٹلا اور ہلاک و برباد اور تہس نہس ہو گئے' تیرا رب گھات میں ہے دیکھ رہا ہے سن رہا ہے سمجھ رہا ہے' وقت مقرر پر ہر برے بھلے کو نیکی بدی کی جزا سزا دے گا' یہ سب لوگ اسکے پاس جانے والے' تن تنہا اسکے سامنے کھڑے ہونے والے ہیں' اور وہ عدل و انصاف کے ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور ہر شخص کو پورا بدلہ دے گا جسکا وہ مستحق تھا۔ وہ ظلم و جور سے پاک ہے۔

---

**فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ (١٥)**

انسان کا یہ حال ہے کہ جب اسے اسکا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ وسعت اور کشادگی پا کر یوں سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انکا اکرام کیا' یہ غلط ہے بلکہ دراصل یہ امتحان ہے جیسے اور جگہ ہے:

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرَٰتِ بَل لاَّ يَشْعُرُونَ
**(23:55-56)**

مال و اولاد کے بڑھ جانے کو یہ لوگ نیکیوں کی بڑھوتری سمجھتے ہیں' دراصل یہ انکی بے سمجھی ہے۔

**وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ (١٦)**

اور جب وہ اس کا امتحان لیتے ہوئے اسکی روزی تنگ کر لیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی اور ذلیل کیا۔

**كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ (١٧)**

ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم ہی لوگ یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔

اسی طرح اسکے برعکس بھی، یعنی تنگی ترشی کو انسان اپنی اہانت سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ دراصل یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے اسی لئے یہاں **کلا** کہہ کران دونوں خیالات کی تردید کی کہ یہ واقعہ نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ مال کی وسعت دے اس سے وہ خوش ہے اور جس پر تنگی کرے اس سے ناخوش ہے بلکہ مدار خوشی اور ناخوشی کا ان دونوں حالتوں میں عمل پر ہے۔

غنی ہو کر شکر گزاری کرے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب' اور فقیر ہو کر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کا محبوب ۔

اللہ تعالیٰ اس طرح اور اس طرح آزماتا ہے۔

پھر یتیم کی عزت کرنے کا حکم دیا۔

حدیث میں ہے کہ سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اسکی اچھی پرورش ہو رہی ہو۔ اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جاتی ہو پھر آپؐ نے انگلی اٹھا کر فرمایا میں اور یتیم پالنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے یعنی قریب قریب۔

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (۱۸)

اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا (۱۹)

اور مردوں کی میراث سمیٹ سمیٹ کر کھاتے ہو۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (۲۰)

اور مال کو جی بھر کر عزیز رکھتے ہو۔

پھر فرمایا کہ یہ لوگ فقیروں مسکینوں کے ساتھ سلوک احسان کرنے' انہیں کھانا پینا دینے کی ایک دوسرے کو رغبت ولالچ نہیں دلاتے' اور یہ عیب بھی ان میں ہے کہ میراث کا مال حلال ہو یا حرام ہضم کر جاتے ہیں اور مال کی محبت بھی ان میں بے طرح ہے۔

---

كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا (۲۱)

یقیناً جس وقت زمین بالکل برابر پست کر کے بچھا دی جائے گی'

قیامت کی ہولناکیاں:

قیامت کے ہولناک حالات کا بیان ہو رہا ہے کہ بالیقین اس دن زمین پست کر دی جائے گی' اونچی نیچی زمین برابر کر دی جائے گی۔ بالکل صاف ہموار ہو جائے گی' پہاڑ زمین کے برابر کر دیئے جائیں گے تمام مخلوق قبر سے نکل آئے گی' خود اللہ تعالیٰ مخلوق کے فیصلے کرنے کے لئے آجائے گا۔

یہ اس عام شفاعت کے بعد جو تمام اولاد آدم کے سردار حضرت محمد مصطفیؐ کی ہوگی' اور یہ شفاعت اس وقت ہوگی جبکہ تمام مخلوق ایک ایک بڑے بڑے پیغمبر کے پاس ہوکر آئے گی' اور ہر نبی کہہ دے گا کہ میں اس قابل نہیں پھر سب کے سب حضور اکرمؐ کے پاس آئیں گے' آپؐ فرمائیں گے کہ ہاں ہاں میں اسکے لئے تیار ہوں' پھر آپ جائیں گے اور اللہ تعالی کے سامنے سفارش کریں گے کہ وہ پروردگار لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لئے تشریف لائے یہی پہلی شفاعت ہے اور یہی وہ مقام محمود ہے جسکا مفصل بیان سورۂ سبحان (بنی اسرائیل) میں گزر چکا ہے۔

## وَجَاء رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (٢٢)

اور تیرا رب خود آ جائے گا اور فرشتے صفیں باندھ کر آ جائیں گے'

پھر اللہ تعالی رب العزت فیصلے کے لئے تشریف لائے گا اسکے آنے کی کیفیت وہی جانتا ہے' فرشتے بھی اس کے آگے آگے صف بستہ حاضر ہوں گے۔

## وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ

اور جس دن جہنم بھی لائی جائے گی

## يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى (٢٣)

اس دن انسان عبرت حاصل کرلے گا لیکن آج عبرت کا فائدہ کہاں؟

جہنم بھی لائی جائے گی۔

اس دن انسان اپنے نئے پرانے تمام اعمال کو یاد کرنے لگے گا' برائیوں پر پچھتائے گا' نیکیوں کے نہ کرنے یا کم کرنے پر افسوس کرے گا گناہوں پر نادم ہوگا۔

## يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي (٢٤)

وہ کہے گا کاش کہ میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال پہلے ہی کرر کھے ہوتے۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

اگر کوئی بندہ اپنے پیدا ہونے سے لے کر مرتے دم تک سجدے میں پڑا رہے اور اللہ تعالی کا پورا اطاعت گزار رہے پھر بھی اپنی اس عبادت کو قیامت کے دن حقیر اور ناچیز سمجھے گا اور چاہے گا کہ میں دنیا کی طرف اگر لوٹایا جاؤں تو اجر و ثواب کے کام زیادہ کروں۔

## فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ (٢٥)

پس آج اللہ کے عذابوں جیسا عذاب کسی کا نہ ہوگا۔

## وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ (٢٦)

نہ اسکی قید و بند جیسی کسی کی قید و بند ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے عذابوں جیسا عذاب کسی اور کا نہ ہوگا جو وہ اپنے نافرمان اور نافرجام بندوں کو دیگا' نہ اس جیسی زبردست پکڑ دھکڑ وقید وبند کسی کی ہو سکتی ہے۔ زبانیہ فرشتے بدترین بیڑیاں اور ہتھکڑیاں انہیں پہنائے ہوئے ہوں گے۔

یہ تو ہوا بدبختوں کا انجام' اب نیک بختوں کا حال سنئے۔

**يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧)**

اے اطمینان والی روح۔

**ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (٢٨)**

تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے خوش۔

**فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (٢٩)**

پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا

**وَادْخُلِي جَنَّتِي (٣٠)**

اور میری جنت میں چلی جا۔

جو روحیں سکون اور اطمینان والی ہیں' پاک اور ثابت ہیں' حق کی ساتھی ہیں' ان سے موت کے وقت اور قبر سے اٹھنے کے وقت کہا جائے گا کہ تو اپنے رب کی طرف' اس کے پڑوس کی طرف' اسکے ثواب اور اجر کی طرف' اسکی جنت اور رضامندی کی طرف لوٹ چل' یہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور اتنا دے گا کہ یہ بھی خوش ہو جائے گا۔ تو میرے خاص بندوں میں آ جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ یہ آیتیں حضرت صدیق اکبرؓ کی موجودگی میں اتریں تو آپ نے کہا کتنا اچھا قول ہے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ سَيُقَالُ لَكَ هَذَا

تمہیں بھی یہی کہا جائے گا۔

© Copy Rights:
*Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana*
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com